بدنام زمانہ N.R.O

کے تحت معطل شدہ ججز اور چیف جسٹس کی بحالی

ملک سے باہر عام پاکستانیوں کے متعلق کہا جارہا تھا کہ لوگ بے حس ہو چکے ہیں اور انہیں اپنی دال روٹی سے بڑھ کر اور کسی چیز کی فکر نہیں۔ خود حکومت بھی اس خام خیالی میں مبتلا تھی' اس لئے عوامی فیصلوں اور احتجاج کو خاطر میں لاتی نہیں تھی۔ 16 مارچ 09ء کو عوام نے خود سڑکوں پر آ کر گورنمنٹ کو مجبور کر دیا اور اس خام خیالی کو بہا نگ دھل باطل ثابت کر کے دم لیا۔ اس تکلیف دہ لمبے سفر میں جہاں وکلاء برادری نہایت صبر وتحمل سے متحد ہو کر منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہی' وہاں بہت ساری سیاسی اور مذہبی جماعتیں بھی ان کی حمایت میں سرگرم اور پرویز مشرف کے انتہائی غیر قانونی اور ظالمانہ فیصلوں کے خلاف صف آرا رہیں اور اپنے منطقی نتیجے پر پہنچنے تک ڈٹی رہیں۔

آج چیف جسٹس چودھری افتخار سمیت تمام جج بحال ہو گئے ، اس پر مسرت موقع پر تمام وکلاء برادری، سیاسی لیڈران، مذہبی اکابرین اور عوام مبارک بادی کے مستحق ہیں' وہاں حکومت بھی ''دیر آید درست آید'' کے مصداق کسی خونریز ہنگامے سے بچتے ہوئے بحالی کا فیصلہ کرنے پر سراہنے کی مستحق ہے۔

آج ہمارے سامنے سوات کا مسئلہ موجود ہے۔ خلوص دل اور ملکی مفاد کے جذبے کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں تو خاک وخون سے بھرے علاقے کو بھی امن وآشتی کے گہوارے میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

سوات اور اس سے ملحقہ علاقوں میں نفاذ شریعت محمدیہ کا یہ تیسرا مرحلہ ہے جسے حکومت وقت منظور کرتی پھر مکر جاتی رہی۔ اب کی دفعہ اگر کوئی خفیہ ہاتھ اس کو سبوتاژ نہ کرے تو ان شاء اللہ پاکستان کے حق میں یہ ایک مستحسن اقدام ہوگا۔ وزیرستان اور دیگر ایجنسیوں میں بھی مذاکرات کو اولیت دی جائے تو امن وامان قائم ہونے میں کوئی شک نہیں۔

آخر خود امریکہ بھی افغانستان میں طالبان سے مذاکرات کے لئے راستہ بنا رہا ہے تو ہم پاکستانی طالبان سے کیوں بات نہیں کر سکتے ؟! بہرحال حکومت خلوص سے' کسی غیر ملکی سہارے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلبگار ہو جائے تو ان شاء اللہ پاکستان پھر سے نہ صرف اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکے گا ، بلکہ ایک طاقتور اسلامی ملک کی حیثیت سے ابھرے گا۔ ﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین ۝﴾ (العنکبوت:٦٩)

درس قرآن

تراثِ رحمانی در فوائد قرآنی

محمد اسماعیل امین

﴿قلنا اهبطوا منها جميعا فاما يأتينكم منى هدى فمن تبع هداى فلاخوف عليهم ولا هم يحزنون ۞﴾ (البقرة:۳۸) ''ہم نے کہا تم سب کے سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جب تمہارے پاس میری ہدایت آئے تو جولوگ میری ہدایت کی پابندی کریں گے انہیں نہ تو خوف لاحق ہوگا اور نہ ہی وہ غم میں مبتلا ہوں گے۔''

سابقہ آیات سے ربط اور مختصر تفسیر:

سابقہ آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کرنے کا تذکرہ فرمایا اور زیر تفسیر آیت میں انہیں دوبارہ جنت میں آباد کرنے کے بجائے دنیا میں ہی رہ کر جنت کے حصول کی تلقین فرمائی کیونکہ روئے زمین پر آنے میں اور بھی ہزاروں حکمتیں اور مصلحتیں مضمر تھیں۔

(قلنا اهبطوا منها) میں ضمیر کا مرجع ''جنت'' ہے۔ (جميعاً) حال واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور معنوی لحاظ سے تاکید کے لیے آیا ہے۔ یعنی (اهبطوا انتم أجمعون) لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام افراد کا اترنا بیک وقت ہوا ہو۔ (معارف القرآن، البیضاوی، احسن البیان)

(اهبطوا) میں مخاطب آدم اور حوا علیہما السلام ہیں اور جمع کا صیغہ اس لئے لایا گیا ہے کہ اس خطاب میں ان کی اولاد بھی شامل ہے۔ بعض نے کہا چونکہ کم از کم جمع کا اطلاق دو پر ہوتا ہے اس لئے یہاں تثنیہ کے لیے جمع کا لفظ آیا ہے۔ لیکن یہ مرجوح ہے کیونکہ تثنیہ کا اقل الجمع ہونا شاذ رائے ہے۔ (ابن العثیمین) بقول امام ابن جریر، ابن القیم، ابن عطیہ اس خطاب میں ابلیس بھی شامل ہے جو کہ ابو الجنات ہے۔ (تفسير طبری، بدائع التفسير، تفسير ابن عطية)

(اهبطوا) کے مکرر آنے کی وجہ میں مختلف اقوال وارد ہوئے ہیں:

ا۔ سابقہ آیت میں زمین پر اتارنے کا ذکر بطور عتاب وسزا کے آیا تھا' اس لیے اس کے ساتھ انسانوں کی باہمی عداوت کا بھی ذکر کیا گیا۔ زیر تفسیر آیت میں زمین پر اتارنے کا ذکر ایک خاص مقصد یعنی ''**خلافت الٰہیہ**'' کی تکمیل کے لیے اعزاز کے ساتھ آیا ہے' اسی لیے اس کے ساتھ ہدایت بھیجنے کا ذکر ہے جو خلافت الٰہیہ کے فرائض منصبی میں سے ہے۔ یعنی پہلے

ھبوط کا حکم اور علت دوسرے ھبوط اور علت سے مختلف ہے۔

ب۔ دوسری بار ھبوط کا ذکر تاکید کے لیے ہے۔ الشیخ ابن العثیمین اسی قول کو راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: فن بلاغت میں تاکید کا آنا فصیح بات ہے، کیونکہ کسی چیز کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہو یا کسی چیز کی ترغیب دلانی ہو تو اس کو مکرر لا کر اس کی تاکید کی جاتی ہے۔

ج۔ امام شوکانی فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ دونوں توجیہات اور حکمتیں مقصود ہوں۔ اور یہی رائے زیادہ قوی ہے۔

د۔ پہلا اھباط جنت سے آسمان تک ہے اور دوسرا آسمان سے زمین کی طرف ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں اس قول کو ماننے کی صورت میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنت ساتویں آسمان میں واقع ہے۔ جیسا کہ حدیث اسراء بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ (القرطبی، الشوکانی، ابن کثیر، ابن العثیمین، البیضاوی، معارف القرآن)

(فاما یاتینکم منی ھدی) میں (اما) اصل میں (ان) شرطیہ اور (ما) زائدہ ہے پھر نون کو میم میں ادغام کیا۔ یہ تاکید کے لیے ہے اور اس میں استغراق زمان بھی پایا جاتا ہے، یعنی کسی زمانہ یا کسی وقت بھی تمہارے پاس ہدایت آئے۔ (یاتینکم) فعل مضارع مؤکد بنون ثقیلہ ہونے کی وجہ سے مجزوم بالساکن نہیں ہے بلکہ مبنی علی الفتح ہے۔

جب (اما) میں (ما) نے تاکید پیدا کردی ہے تو پھر یأتین فعل میں نون تاکید کیوں آیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ بے شک (ما) نے تاکید پیدا کردی لیکن یہ مستقل تاکید نہیں بلکہ بعد میں آنے والی تاکید کی تمہید ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ (اما) عام طور پر جملہ انشائیہ کی تاکید کے لیے آتا ہے جملہ خبریہ کی تاکید کے لیے بہت کم آتا ہے۔ اس کمزوری کو دور کرنے کے لیے (یأتین) میں نون تاکید لایا گیا ہے۔ (القرطبی، البیضاوی، ابن العثیمین، مفتاح دارالسعادۃ ۱/۱۷۶)

(ھدی) سے وحی کا وہ علم مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کے ذریعے انسان کو عطا کیا ہے اور سلف سے اس بارے میں مختلف تفاسیر وارد ہیں:

ا۔ حضرت ابوالعالیہ سے جید سند سے مروی ہے کہ ہدایت سے مراد انبیاء ورسل کا سلسلہ اور ان کا بیان حق مراد ہے۔

ب۔ حضرت مقاتل کہتے ہیں اس سے مراد آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی ہدایت ہے۔

ج۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ ہدایت سے قرآن مراد ہے۔ (ابن جریر، ابن کثیر، التفسیر الصحیح، ابن العثیمین) مذکورہ اقوال میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ سب کا مفاد اور نتیجہ ایک ہے لیکن پہلا قول زیادہ عام اور جامع ہے۔